ترجمۂ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم
ترتیب و تدوین: لطف الرحمٰن خان

سورۂ آل عمران (مسلسل)

آیات ۱۷۲ تا ۱۷۵

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ
وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ
فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ
يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ
يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

ترکیب: ''اَلْقَرْحُ'' پر لام تعریف ہے۔ ''اَجْرٌ عَظِيْمٌ'' مبتدأ مؤخر نکرہ ہے' اس کی خبر محذوف ہے اور ''لِلَّذِيْنَ'' سے ''وَاتَّقَوْا'' تک قائم مقام خبر مقدم ہے۔ ''فَزَادَ'' کی ضمیر فاعلی ''ھُوَ'' ''قَالَ'' کے مقولہ محذوف ''قَوْلًا'' کے لیے ہے' ''ھُمْ'' اس کا مفعول ہے اور ''اِيْمَانًا'' تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ ''ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ'' مرکب اشاری اور مبتدأ ہے' ''يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ'' اس کی خبر ہے۔ ''يُخَوِّفُ'' کا مفعول اوّل ''كُمْ'' محذوف ہے اور ''اَوْلِيَآءَهٗ'' اس کا مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ:

اَلَّذِيْنَ : وہ لوگ جنہوں نے
اسْتَجَابُوْا : کہا مانا
لِلّٰهِ : اللہ کا
وَالرَّسُوْلِ : اور رسول ﷺ کا
مِنْۢ بَعْدِ مَآ : اس کے بعد کہ جو
اَصَابَهُمْ : آ پہنچا ان کو

الْقَرْحُ : چرکہ	لِلَّذِيْنَ : ان کے لیے جنہوں نے
اَحْسَنُوْا : درجۂ احسان پر کام کیا	مِنْهُمْ : ان میں سے
وَاتَّقَوْا : اور تقویٰ اختیار کیا	اَجْرٌ عَظِيْمٌ : ایک شاندار بدلہ ہے
اَلَّذِيْنَ : وہ لوگ	قَالَ : کہا
لَهُمُ : جن سے	النَّاسُ : لوگوں نے
اِنَّ : کہ	النَّاسَ : لوگوں نے
قَدْ جَمَعُوْا : جمع کی ہے (قوت)	لَكُمْ : تمہارے لیے
فَاخْشَوْهُمْ : پس تم لوگ ڈروان سے	فَزَادَهُمْ : تو اس (بات) نے زیادہ کیا ان کو
اِيْمَانًا : ایمان کے لحاظ سے	وَّقَالُوْا : اور انہوں نے کہا
حَسْبُنَا : ہم کو کافی ہے	اللّٰهُ : اللہ
وَنِعْمَ : اور کتنا اچھا ہے (وہ)	الْوَكِيْلُ : وکیل
فَانْقَلَبُوْا : پھر وہ لوگ پلٹے	بِنِعْمَةٍ : ایک ایسی نعمت کے ساتھ جو
مِّنَ اللّٰهِ : اللہ (کی طرف) سے تھی	وَفَضْلٍ : اور کچھ فضل کے ساتھ
لَّمْ يَمْسَسْهُمْ : چھوا ہی نہیں ان کو	سُوْٓءٌ : کسی برائی نے
وَّاتَّبَعُوْا : اور انہوں نے پیروی کی	رِضْوَانَ اللّٰهِ : اللہ کی خوشنودی کی
وَاللّٰهُ : اور اللہ	ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ : عظیم فضل والا ہے
اِنَّمَا : کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ : یہ شیطان
يُخَوِّفُ : خوفزدہ کرتا ہے (تم لوگوں کو)	اَوْلِيَآءَهٗ : اپنے چیلوں سے
فَلَا تَخَافُوْهُمْ : پس تم لوگ مت ڈروان سے	وَخَافُوْنِ : اور ڈرو مجھ سے
اِنْ كُنْتُمْ : اگر تم لوگ ہو	مُّؤْمِنِيْنَ : ایمان لانے والے

نوٹ: مسلمانوں نے میدانِ اُحد سے واپس آ کر رات ہنگامی حالت میں گزاری۔ جنگ نے انہیں چُور چُور کر رکھا تھا' اس کے باوجود وہ رات بھر مدینے کی گزرگاہوں پر پہرہ دیتے رہے اور رسول اللہ ﷺ کی خصوصی حفاظت پر تعینات رہے' کیونکہ انہیں ہر طرف سے خدشات لاحق تھے۔ ادھر رسول اللہ ﷺ بھی پوری رات جنگ سے پیدا شدہ صورت حال پر غور کرتے رہے۔ انہیں خیال ہوا کہ اگر مشرکین نے اس صورت حال پر غور کیا تو یقیناً وہ راستے سے پلٹ کر مدینہ پر دوبارہ حملہ کریں گے۔ چنانچہ آپ نے علی الصبح اعلان فرمایا کہ مکی لشکر کے تعاقب میں چلنا ہے۔ حالانکہ مسلمان زخموں سے چُور اور غم سے نڈھال تھے پھر بھی سب نے بلاتردد سرِ اطاعت خم کر دیا اور رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ مدینے سے آٹھ میل دور 'حمراء الاسد' کے مقام پر خیمہ زن ہوئے۔ یہاں پر معبد بن ابی معبد خزاعی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ مشرکوں کو

ابھی اس کی خبر نہیں تھی اس لیے آپؐ نے انہیں ہدایت کی کہ وہ ابوسفیان کے پاس جائیں اور مدینہ پر دوبارہ حملہ کرنے کی حوصلہ شکنی کریں۔

دوسری طرف مشرکین نے مدینہ سے ۳۶ میل دور 'روحاء' کے مقام پر جب جنگ کی صورت حال پر غور کیا تو انہیں ندامت ہوئی کہ جنگ میں فتح حاصل کرنے کے بعد وہ مسلمانوں کو کیوں چھوڑ آئے۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کیا کہ مدینہ واپس چل کر مسلمانوں کا جڑ سے صفایا کر دیا جائے۔ یہ لوگ روانہ ہونے والے تھے کہ معبد بن ابی معبد خزاعی پہنچ گئے۔ انہوں نے بتایا کہ مسلمان تمہارے تعاقب میں آ رہے ہیں۔ ان کی باتیں سن کر مکی لشکر کے حوصلے پست ہو گئے اور انہوں نے مکہ کی طرف واپسی کا سفر جاری رکھنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسی وقت ان کے پاس سے قبیلہ عبدالقیس کا ایک قافلہ گزرا۔ ابوسفیان نے انعام واکرام کے وعدہ پر قافلے کے لوگوں سے کہا کہ وہ مسلمانوں کو یہ خبر پہنچا دیں کہ انہوں نے دوبارہ پلٹ کر مدینہ پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ مسلمان ان کا تعاقب نہ کریں۔ چنانچہ یہ قافلہ جب حمراء الاسد پہنچا تو انہوں نے مسلمانوں سے کہا کہ لوگ تمہارے خلاف جمع ہیں ان سے ڈرو۔ یہ بات سن کر مسلمانوں کے ایمان میں اضافہ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ چند روز مکی لشکر کا انتظار کرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس آ گئے۔

(الرحیق المختوم' صفحات ۴۶۰ تا ۴۶۳ سے ماخوذ)

آیات ۱۷۶ تا ۱۷۸

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

ح ظ ظ

حَظَّ (س) حَظًّا : کسی چیز میں حصہ دار ہونا' نصیب والا ہونا۔

حَظٌّ (اسم ذات) : کسی چیز میں مقررہ حصہ' نصیب۔ آیت زیر مطالعہ۔

م ل و

مَلَا (ن) مَلْوًا : (۱) تیز چلنا' دوڑنا۔ (۲) زمانہ یا مدت کا دراز ہونا۔

مَلِیٌّ (فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت) : زندگی کی مدت' ہمیشہ کے لیے۔ ﴿وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا ۝﴾ (مریم) ''اور تو چھوڑ مجھ کو ہمیشہ کے لیے۔''

اَمْلٰی (افعال) اِمْلَاءً : پاؤں کے بندھن کو ڈھیلا کر کے چھوڑ دینا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے: (۱) ڈھیل دینا' مہلت دینا۔ آیت زیر مطالعہ۔ (۲) درازیٔ عمر کی اُمید دلانا۔ ﴿اَلشَّيْطٰنُ

سَوَّلَ لَهُمْ ۚ وَاَمْلٰى لَهُمْ ﴿٢٥﴾ (محمد) ''شیطان نے فریب دیا ان کو اور درازیٔ عمر کی اُمید دلائی انہیں''۔
(۳) عبارت پڑھ کر سنانا یا لکھوانا۔ ﴿وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿٥﴾﴾ (الفرقان) ''انہوں نے کہا پہلوں کے قصے ہیں' اس نے تالیف کیا ہے انہیں' پس وہ پڑھ کر سنائے جاتے ہیں اس پر صبح وشام۔''

ترکیب: ''لَا يَحْزُنْ'' کا فاعل ''اَلَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ'' ہے۔ ''اَنَّمَا'' دراصل ''اَنَّ مَا'' ہے' جبکہ ''اِنَّمَا'' میں ''مَا'' کافّہ ہے (دیکھیں البقرۃ:۱۲' نوٹ۲)۔ ''لِيَزْدَادُوْا'' دراصل مادہ ''ز ی د'' سے بابِ افتعال کا مضارع منصوب ہے اور قاعدے کے مطابق اس کی تا کو دال میں تبدیل کیا گیا ہے۔ ''اِثْمًا'' تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ:

وَلَا يَحْزُنْكَ : اور غمگین نہ کریں آپ کو	الَّذِيْنَ : وہ لوگ جو
يُسَارِعُوْنَ : باہم سبقت کرتے ہیں	فِي الْكُفْرِ : کفر میں
اِنَّهُمْ : یقیناً وہ لوگ	لَنْ يَّضُرُّوا : ہرگز نقصان نہیں کریں گے
اللّٰهَ : اللہ کا	شَيْئًا : ذرہ برابر
يُرِيْدُ : ارادہ کرتا ہے	اللّٰهُ : اللہ
اَلَّا يَجْعَلَ : کہ وہ نہ بنائے	لَهُمْ : ان کے لیے
حَظًّا : کوئی حصہ	فِي الْاٰخِرَةِ : آخرت میں
وَلَهُمْ : اور ان کے لیے	عَذَابٌ عَظِيْمٌ : ایک عظیم عذاب ہے
اِنَّ الَّذِيْنَ : بے شک جنہوں نے	اشْتَرَوُا : خریدا
الْكُفْرَ : کفر کو	بِالْاِيْمَانِ : ایمان کے بدلے
لَنْ يَّضُرُّوا : وہ لوگ ہرگز نقصان نہ کریں گے	اللّٰهَ : اللہ کا
شَيْئًا : کچھ بھی	وَلَهُمْ : اور ان کے لیے
عَذَابٌ اَلِيْمٌ : ایک دردناک عذاب ہے	وَلَا يَحْسَبَنَّ : اور ہرگز گمان نہ کریں
الَّذِيْنَ : وہ لوگ جنہوں نے	كَفَرُوْٓا : کفر کیا
اَنَّمَا : کہ جو	نُمْلِيْ : ہم ڈھیل دیتے ہیں
لَهُمْ : ان کو	خَيْرٌ : (وہ) بہتر ہے
لِّاَنْفُسِهِمْ : ان کی جانوں کے لیے	اِنَّمَا : کچھ نہیں سوائے اس کے کہ
نُمْلِيْ : ہم ڈھیل دیتے ہیں	لَهُمْ : ان کو

لِيَزْدَادُوْٓا : تاکہ وہ زیادہ ہوں — اِثْمًا : بلحاظ گناہ کے
وَلَهُمْ : اوران کے لیے — عَذَابٌ مُّهِيْنٌ : ایک رسواکن عذاب ہے

آیات ۱۷۹۔۱۸۰

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۪ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ۝

م ی ز

مَازَ (ض) مَيْزًا : کسی کو کسی سے الگ کرنا‘ نمایاں کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

تَمَيَّزَ (تفعّل) تَمَيُّزًا : پھٹ کر الگ ہونا‘ پھٹ پڑنا۔ ﴿تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ؕ﴾ (الملک:۸) ’’قریب ہے کہ وہ پھٹ پڑے شدید غصے سے۔‘‘

اِمْتَازَ (افتعال) اِمْتِيَازًا : کسی سے الگ ہونا‘ نمایاں ہونا۔

اِمْتَزْ (فعل امر) : تو الگ ہو۔ ﴿وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝﴾ (یٰسٓ) ’’تم لوگ الگ ہو آج کے دن اے جرم کرنے والو۔‘‘

ط ل ع

طَلَعَ (ن) طُلُوْعًا : بلند ہو کر سامنے آنا۔ اس بنیادی مفہوم کے ساتھ متعدد معانی میں آتا ہے۔ مثلاً: (۱) چڑھنا‘ (۲) نکلنا۔ ﴿وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ﴾ (الکہف:۱۷) ’’اور تم دیکھتے ہو سورج کو جب وہ نکلتا ہے۔‘‘

طَلْعٌ (اسم ذات) : پھل نکلنے کا خوشہ‘ کونپل۔ ﴿وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ۝﴾ (الشعراء) ’’اور کھیتیوں میں اور کھجوروں میں جن کی کونپل ملائم ہے۔‘‘

مَطْلَعٌ اور مَطْلِعٌ (اسم الظرف) : نکلنے کی جگہ‘ وقت۔ ﴿حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝﴾ (القدر) ’’فجر کے نکلنے کے وقت تک‘‘۔ ﴿حَتّٰى اِذَا بَلَغَ مَطْلِعَ الشَّمْسِ﴾ (الکہف: ۹۰) ’’یہاں تک کہ جب وہ پہنچا سورج کے نکلنے کی جگہ پر۔‘‘

اَطْلَعَ (افعال) اِطْلَاعًا : بلند کر کے سامنے لانا یعنی کسی کو کسی بات سے آگاہ کرنا۔ آیت زیرِ مطالعہ۔

اِطَّلَعَ (افتعال) اِطِّلَاعًا : (۱) چڑھنا۔ (۲) کسی چیز پر چڑھ کر جھانکنا۔ (۳) آگاہ ہونا۔ ﴿نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ ۝ الَّتِيْ تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْـِٕدَةِ ۝﴾ (الھمزۃ) ’’اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ جو چڑھتی ہے دلوں پر‘‘۔

﴿فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى﴾ (القصص:۳۸) ''پھر تُو بنا میرے لیے ایک بلند مکان شاید کہ میں جھانکوں موسیٰ کے الٰہ کی طرف''۔ ﴿وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ﴾ (المآئدۃ:۱۳) ''اور تم ہمیشہ آگاہ رہو گے کسی خیانت پر ان کی طرف سے۔''

مُطَّلِعٌ (اسم الفاعل) : جھانکنے والا' آگاہ ہونے والا۔ ﴿هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ﴾ (الصّٰفّٰت) ''کیا تم لوگ جھانکنے والے ہو؟''

ج ب ی

جَبٰى (ض) جِبَايَةً : چُن کر اکٹھا کرنا' جیسے پھل یا چندہ وغیرہ۔ ﴿يُّجْبٰٓى اِلَيْهِ ثَمَرٰتُ كُلِّ شَيْءٍ﴾ (القصص:۵۷) ''اکٹھا کیے جاتے ہیں اس کی طرف ہر چیز کے پھل۔''

جِبَايَةٌ ج جَوَابٍ (اسم ذات) : پانی اکٹھا کرنے کا حوض۔ ﴿وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ﴾ (سبا:۱۳) ''اور لگن حوضوں کی مانند۔''

اِجْتَبٰى (افتعال) **اِجْتِبَاءً** : (۱) اہتمام سے چُن لینا' منتخب کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔ (۲) کسی کو نوازنا۔ ﴿ثُمَّ اجْتَبٰهُ رَبُّهٗ فَتَابَ عَلَيْهِ وَهَدٰى﴾ (طٰہٰ) ''پھر نوازا اُن کو ان کے رب نے' تو اس نے توبہ قبول کی ان کی اور ہدایت دی''۔ (۳) کوئی مضمون تصنیف کرنا یعنی الفاظ اکٹھا کرنا۔ ﴿وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا﴾ (الاعراف:۲۰۳) ''اور جب کبھی آپ نہیں لاتے کوئی آیت تو وہ لوگ کہتے ہیں کیوں نہیں آپ نے تصنیف کیا اس کو۔''

ب خ ل

بَخِلَ (س) **بَخَلًا** : جائز ضرورت پر خرچ نہ کرنا' کنجوسی کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

بُخْلٌ (اسم ذات) : کنجوسی۔ ﴿اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ﴾ (النسآء:۳۷) ''وہ لوگ جو جائز خرچ نہیں کرتے اور ترغیب دیتے ہیں لوگوں کو کنجوسی کی۔''

ترکیب: ''لَا يَحْسَبَنَّ'' کا فاعل ''اَلَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ'' ہے۔ ''حَسِبَ'' کے دو مفعول آتے ہیں۔ یہاں ''لَا يَحْسَبَنَّ'' کا مفعول اوّل ''بُخْلًا'' محذوف ہے اور ''خَيْرًا'' اس کا مفعول ثانی ہے۔ اس کے ساتھ ''هُوَ'' کی ضمیر ''بُخْلًا'' کے لیے ہے۔

ترجمہ:

مَا كَانَ : نہیں ہے	اللّٰهُ : اللہ
لِيَذَرَ : کہ وہ چھوڑ دے	الْمُؤْمِنِيْنَ : مومنوں کو
عَلٰى مَآ : اس پر	اَنْتُمْ : تم لوگ ہو
عَلَيْهِ : جس پر	حَتّٰى : یہاں تک کہ
يَمِيْزَ : وہ نمایاں کر دے	الْخَبِيْثَ : ناپاک کو

مِنَ الطَّيِّبِ : پاکیزہ سے
اَللّٰهُ : اللہ
عَلَى الْغَيْبِ : غیب پر
اللّٰهَ : اللہ
مِنْ رُّسُلِهٖ : اپنے رسولوں میں سے
يَّشَآءُ : وہ چاہتا ہے
بِاللّٰهِ : اللہ پر
وَاِنْ تُؤْمِنُوْا : اور اگر تم لوگ ایمان لاؤ
فَلَكُمْ : تو تمہارے لیے
وَلَا يَحْسَبَنَّ : اور ہرگز گمان نہ کریں
يَبْخَلُوْنَ : کنجوسی کرتے ہیں
اٰتٰـهُمُ : دیا ان کو
مِنْ فَضْلِهٖ : اپنے فضل سے
خَيْرًا : بہتر ہے
بَلْ هُوَ : بلکہ یہ
لَّهُمْ : ان کے لیے

مَا : (اس کا) جو
بِهٖ : جس میں
وَلِلّٰهِ : اور اللہ کے لیے ہی ہے

وَاللّٰهُ : اور اللہ
تَعْمَلُوْنَ : تم لوگ کرتے ہو

وَمَا كَانَ : اور نہیں ہے
لِيُطْلِعَكُمْ : کہ وہ آگاہ کرے تم لوگوں کو
وَلٰكِنَّ : اور لیکن
يَجْتَبِىْ : منتخب کرتا ہے
مَنْ : جس کو
فَاٰمِنُوْا : پس تم لوگ ایمان لاؤ
وَرُسُلِهٖ : اور اس کے رسولوں پر
وَتَتَّقُوْا : اور تقویٰ اختیار کرو
اَجْرٌ عَظِيْمٌ : ایک شاندار بدلہ ہے
الَّذِيْنَ : وہ لوگ جو
بِمَآ : اس میں جو
اللّٰهُ : اللہ نے
هُوَ : (کہ) یہ
لَّهُمْ : ان کے لیے
شَرٌّ : نقصان دہ ہے
سَيُطَوَّقُوْنَ : عنقریب وہ طوق پہنائے جائیں گے
بَخِلُوْا : انہوں نے کنجوسی کی
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ : قیامت کے دن
مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ : زمین اور آسمانوں کا ترکہ
بِمَا : اس سے جو
خَبِيْرٌ : باخبر ہے

نوٹ: اللہ تعالیٰ اس صورت حال کو زیادہ عرصہ برقرار نہیں رہنے دیتا کہ مسلمانوں کی جماعت میں مؤمن اور منافق خلط ملط رہیں۔ لیکن ان کی تمیز نمایاں کرنے کے لیے وہ یہ طریقہ اختیار نہیں کرتا کہ غیب سے مؤمنوں کو منافقوں کے نام بتا دے' کیونکہ اس طرح منافقوں پر حجت قائم نہیں ہوگی اور ان کا دعویٰ برقرار رہے گا۔ اس لیے اللہ کے حکم سے ایسی آزمائشیں پیش آتی رہتی ہیں جن سے ایمان کی قلبی کیفیت عمل میں نمایاں ہو جاتی ہے۔

آیات ۱۸۱ تا ۱۸۴

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَقَتْلَهُمُ
الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ
لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى يَاْتِيَنَا
بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ ۭ قُلْ قَدْ جَاۗءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِيْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالَّذِيْ قُلْتُمْ فَلِمَ
قَتَلْتُمُوْھُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَاۗءُوْ
بِالْبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ۝

ز ب ر

زَبُرَ (ک) زَبَارَةً : بڑے جسم والا ہونا' موٹا ہونا' مضبوط ہونا۔

زُبْرَةٌ ج زُبَرٌ : لوہے کا بڑا ٹکڑا' لوہے کی سل۔ ﴿اٰتُوْنِيْ زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ﴾ (الکھف:۹۶) ''تم لوگ لاؤ میرے پاس لوہے کی سلیں۔''

زَبُوْرٌ ج زُبُرٌ: (۱) موٹے حروف میں لکھی ہوئی عبارت' کتابچہ' صحیفہ (۲) کسی چیز کا ٹکڑا۔ ﴿وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝۱۶۳﴾ (النساء) ''اور ہم نے دیا داؤد کو ایک صحیفہ''۔ ﴿فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا ۭ﴾ (المؤمنون:۵۳) ''تو ان لوگوں نے بانٹا اپنے کام کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کرتے ہوئے۔''

ترکیب: ''سَنَكْتُبُ'' کی ضمیر فاعلی ''اَللّٰهُ'' کے لیے ہے۔ ''سَنَكْتُبُ'' پر عطف ہونے اور اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے ''قَتْلَهُمُ'' حالت نصب میں ہے اور مصدر ''قَتْلَ'' نے فعل کا کام کیا ہے۔ ''اَلْاَنْبِيَاءَ'' اس کا مفعول ہے۔ ''وَنَقُوْلُ'' کی ضمیر فاعلی بھی ''اَللّٰهُ'' کے لیے ہے۔ ''قَدَّمَتْ'' کا فاعل ''اَيْدِيْكُمْ'' ہے اور اس کی رفعی حالت ہے۔ ''تَاْكُلُهُ'' کی ضمیر مفعولی ''بِقُرْبَانٍ'' کے لیے ہے اور ''اَلنَّارُ'' اس کا فاعل ہے۔

ترجمہ:

لَقَدْ سَمِعَ : بے شک سن لیا ہے	اَللّٰهُ : اللہ نے
قَوْلَ الَّذِيْنَ : ان لوگوں کی بات جنہوں نے	قَالُوْٓا : کہا
اِنَّ : کہ	اللّٰهَ : اللہ
فَقِيْرٌ : فقیر ہے	وَّنَحْنُ : اور ہم
اَغْنِيَآءُ : مالدار ہیں	سَنَكْتُبُ : ہم لکھ لیں گے
مَا : اس کو جو	قَالُوْا : انہوں نے کہا
وَقَتْلَهُمُ : اور (لکھیں گے) ان کا قتل کرنا	الْاَنْۢبِيَآءَ : نبیوں کو

بِغَيْرِ حَقٍّ: کسی حق کے بغیر	وَّنَقُوْلُ :اور ہم کہیں گے
ذُوْقُوْا :تم لوگ چکھو	عَذَابَ الْحَرِيْقِ: بھڑکائی گئی آگ کا عذاب
ذٰلِكَ :یہ	بِمَا :اس سبب سے جو
قَدَّمَتْ : آگے بھیجا	اَيْدِيْكُمْ :تمہارے ہاتھوں نے
وَاَنَّ :اور یہ کہ	اللّٰهَ :اللہ
لَيْسَ :نہیں ہے	بِظَلَّامٍ :ذرّہ برابر بھی ظلم کرنے والا
لِّلْعَبِيْدِ: بندوں پر	اَلَّذِيْنَ : جنہوں نے
قَالُوْٓا : کہا	اِنَّ اللّٰهَ : کہ اللہ نے
عَهِدَ اِلَيْنَآ : ہم سے عہد لیا	اَلَّا نُؤْمِنَ : کہ ہم بات نہیں مانیں گے
لِرَسُوْلٍ : کسی رسول کی	حَتّٰى : یہاں تک کہ
يَاْتِيَنَا :وہ لائے ہمارے پاس	بِقُرْبَانٍ :ایک ایسی قربانی
تَاْكُلُهُ : کھاتی ہے جس کو	النَّارُ : آگ
قُلْ : آپ کہہ دیجیے	قَدْ جَآءَكُمْ : آ چکے ہیں تمہارے پاس
رُسُلٌ: کچھ رسول	مِّنْ قَبْلِيْ :مجھ سے پہلے
بِالْبَيِّنٰتِ :واضح (نشانیوں) کے ساتھ	وَبِالَّذِيْ :اور اس کے ساتھ جو
قُلْتُمْ :تم لوگوں نے کہا	فَلِمَ :تو کیوں
قَتَلْتُمُوْهُمْ :تم لوگوں نے قتل کیا انہیں	اِنْ كُنْتُمْ :اگر تم لوگ ہو
صٰدِقِيْنَ :سچ کہنے والے	فَاِنْ :پھر اگر
كَذَّبُوْكَ :انہوں نے جھٹلایا آپ کو	فَقَدْ كُذِّبَ :تو جھٹلائے جا چکے ہیں
رُسُلٌ: بہتیرے رسول	مِّنْ قَبْلِكَ :آپ سے پہلے
جَآءُوْ: وہ لوگ آئے	بِالْبَيِّنٰتِ :واضح (نشانیوں) کے ساتھ
وَالزُّبُرِ :اور صحیفوں کے ساتھ	وَالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ :اور روشنی دینے والی کتاب کے ساتھ

نوٹ ۱: جب سورۃ البقرۃ کی آیت ۲۴۵ نازل ہوئی کہ کون ہے جو اللہ کو قرضہ دے تو یہود اپنی مجالس میں مذاق کے طور پر کہتے تھے کہ آج کل اللہ تعالیٰ محتاج ہو گیا ہے' اپنے غلاموں سے قرضہ مانگ رہا ہے (نعوذ باللہ)' تو یہ آیت نازل ہوئی کہ ان کی یہ بات ان کے قتلِ انبیاء کے جرم کے ساتھ لکھی جائے گی۔

سوال یہ ہے کہ یہ بات کہنے والے مدینہ کے یہودی تھے جبکہ نبیوں کو قتل کرنے والے یہودی ان سے بہت پہلے گزر چکے تھے' پھر ان کے جرم کو ان کی طرف کیسے منسوب کیا گیا؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودِ مدینہ اپنے

سابق یہودیوں کے اس فعل کو درست قرار دیتے تھے اور اس پر خوش تھے اس لیے انہیں بھی قاتلوں کے ساتھ شمار کیا گیا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب بھی زمین پر کوئی گناہ کیا جاتا ہے‘ تو جو شخص وہاں موجود ہو مگر اس گناہ کی مخالفت کرے اور اس کو برا سمجھے‘ تو وہ ایسا ہے گویا وہاں موجود نہیں‘ یعنی وہ ان کے گناہ کا شریک نہیں اور جو شخص اگرچہ وہاں موجود نہیں مگر ان کے اس فعل سے راضی ہے‘ وہ باوجود غائب ہونے کے ان کا شریکِ گناہ سمجھا جائے گا۔ (معارف القرآن)

نوٹ ۲: موجودہ دور میں ہمارے لیے اس میں مذکورہ بالا راہنمائی کے ساتھ ایک اور راہنمائی بھی ہے کہ کبھی مذاق میں بھی کوئی غلط بات نہیں کہنی چاہیے۔ کوئی پتہ نہیں کون سی بات لکھ لی جائے اور گناہ لازم ہو جائے۔

نوٹ ۳: کسی بات کی نفی کو قطعی اور حتمی قرار دینے کے لیے کبھی لائے نفی جنس استعمال کرتے ہیں اور کبھی منفی جملے میں متعلقہ اسم المبالغہ لا کر یہ مفہوم ادا کرتے ہیں۔ جیسے آیت ۱۸۲ میں ’’ظَلَّامٌ‘‘ کا لفظ آیا ہے۔ یہ ’’فَعَّالٌ‘‘ کا وزن ہے اور اس کا مطلب ہے بار بار اور کثرت سے ظلم کرنا۔ جب اس کی نفی کی جائے گی تو ظلم کرنے کی قطعی نفی ہو جائے گی۔ اس مفہوم کو ترجمہ میں ’’ذرہ برابر بھی‘‘ سے ظاہر کیا گیا ہے۔

❁❁❁

ہماری ویب سائٹ

www.tanzeem.org

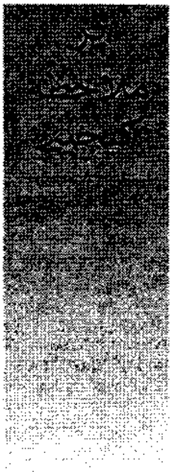

☆ تنظیم اسلامی کا تعارف
☆ بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا مکمل دورۂ ترجمۂ قرآن
☆ بانیٔ تنظیم اسلامی اور امیر تنظیم اسلامی کے مختلف خطابات
☆ تلاوتِ قرآن‘ دروسِ قرآن‘ دروسِ حدیث اور خطاباتِ جمعہ
☆ صحیح بخاری‘ صحیح مسلم‘ موطا امام مالک اور اربعین نوویؒ کے تراجم
☆ میثاق‘ حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے تازہ اور سابقہ شمارے
☆ اردو اور انگریزی کتابیں
☆ آڈیو/ویڈیو کیسٹس/سی ڈیز اور مطبوعات کی مکمل فہرست

Visit us at www.tanzeem.org